غیر ملکی تبشیری سرگرمیوں کے خلاف باہم تعاون کرنے کا معاہدہ کیا ہے۔ گزشتہ سال اکتوبر میں یہ رہنما تاشقند میں جمع ہوئے تھے اور بین المذاہب تعاون کا یہ معاہدہ سامنے آیا جس کی نظیر خطّے کی تاریخ میں اِس سے پہلے نہیں ملتی۔ (کرسچنٹی ٹوڈے، ۱۱ دسمبر ۱۹۹۵ء)

پاکستان: مجوّزہ انتخابی اصلاحات پر مسیحی ردِ عمل

[وفاقی کابینہ کی حالیہ مجوّزہ اصلاحات کے انتظامی اور نظریاتی پہلوؤں پر وطنِ عزیز کے مختلف حلقوں کا ردِعمل سامنے آگیا ہے۔ اُن حلقوں کی طرف سے جو وطنِ عزیز کو سیکولر - لبرل اقدار کے مطابق ڈھالنے کے خواہش مند ہیں، اصلاحات کے نظریاتی پہلو پر خوشی کا اظہار توقع کے خلاف نہیں۔ اِسی طرح وطنِ عزیز کی نظریاتی اسلامی اساس کے حوالے سے سوچنے والوں نے جو کچھ کہا، وہ بھی چنداں تعجب انگیز نہیں۔ اس موقع پر مسیحی برادری نے بظاہر جس "خیر مقدمی" ردِعمل کا اظہار کیا ہے، کیا اِسے اُن کا "دلی اطمینان" کہا جا سکتا ہے؟ اس سوال کا جواب اصلاحات تجویز کرنے والوں اور نظریاتی حوالے سے حسّاس شہریوں کے لیے یکساں طور پر اہم ہے۔ ذیل میں پندرہ روزہ "کاتھولک نقیب" (لاہور) کا اداریہ، جسٹس اینڈ پیس کمیشن آف میجر ریلجس سپریرز کی قرار داد اور ڈاکٹر جان جوزف (بشپ آف فیصل آباد) کا بیان، جو اُنھوں نے ایک پریس کانفرنس میں دیا، نقل کیا جاتا ہے۔ شاید حالات کو سمجھنے میں ان سے مدد ملتی ہے۔ مدیر]

خوش آئند اقدام

۲۶ فروری کو وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کی صدارت میں وفاقی کابینہ کے اجلاس میں جہاں قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ایک ساتھ کروانے اور شناختی کارڈ کی پابندی ختم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ٹ وہاں اقلیّتوں کے لیے دوہرے ووٹ کا حق دینے کا بھی فیصلہ کیا گیا، جو ایک بہت اہم اور قابل ستائش فیصلہ ہے۔

جداگانہ طرزِ انتخابات کسی بھی طرح جمہوری عمل کا حصّہ نہیں ہے، بلکہ یہ خاص قسم کا مذہبی اور سماجی تعصّب ہے۔ ملکی ساکھ کو برقرار رکھنے کے لیے اس تعصّب کو ختم کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے اور دوسرا یہ کہ جداگانہ طرزِ انتخابات کسی منتخب اسمبلی کی متفقہ رائے کا نتیجہ نہیں، بلکہ اسے جنرل ضیاء الحق نے ایک مارشل لاء آرڈر کے تحت نافذ کیا تھا۔ یہاں یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ کسی بھی منتخب حکومت کا یہ فرضِ اوّلیں ہے کہ وہ ملک کے ایک طبقے کو قومی دھارے میں واپس لائے جسے خاص مفاد

کے لیے ایک آمر نے قومی دھارے سے الگ کیا تھا۔ موجودہ حکومت نے کوئی اتنی برائی نہیں کی جس کے لیے کچھ مفاد پرست عناصر اتنا واویلا کر رہے ہیں۔

کابینہ کے دوہرے ووٹ کے فیصلے کے بعد ملک کے تمام سیاسی، سماجی اور مذہبی حلقوں سے مختلف قسم کے بیانات کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ مذہبی جماعتوں نے اس اقدام کو اقلیّتوں کی مسلمانوں پر فوقیّت اور سیکولر ازم کی طرف واپسی قرار دیا ہے۔ اپوزیشن کا بیان ہے کہ اقلیّتوں کو دوہرے ووٹ کا حق غیر جمہوری اور خاصا حیران کن ہے، کیونکہ اپوزیشن نے بھی قرار داد اور آئین ۱۹۷۳ء پڑھا ہوگا۔ اپوزیشن کو چاہیے کہ ایجی ٹیشن کی بجائے مفاہمت اور انصاف پسندی کا مظاہرہ کرے اور اقلیّتوں کے بنیادی حقوق کا خیال کرے۔

وزیر اعظم محترمہ بے نظیر کا بیان ہے کہ اگر ہم اقلیّتوں کو دوہرے ووٹ کا حق نہیں دیتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم انہیں سیاسی یتیم بنانا چاہتے ہیں۔ ہم قائد اعظم کے وقت کا نظام بحال کرنا چاہتے ہیں۔ محترمہ کا یہ بیان ایک دانش مندانہ بیان ہے جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔

اب اپوزیشن کا بھی یہ فرضِ اوّلیں ہے کہ وہ اس قومی سطح کے حسّاس فیصلہ پر حکومت کا ساتھ دے، اور اسے باقاعدہ قانون کا حصّہ بنائے، تاکہ [کوئی] اقلیت اپنے ہی وطن میں اپنے آپ کو اجنبی تصوّر نہ کرے۔ (پندرہ روزہ "کاتھولک نقیب"، لاہور یکم - ۱۵ مارچ ۱۹۹۶ء)

انتخابی اصلاحات اور ہمارا مؤقف

جسٹس اینڈ پیس کمیشن آف ریلجس سپیریرز آف پاکستان آج (۸ مارچ ۱۹۹۶ء) اپنے ششماہی اجلاس کے خاتمے پر یہ قرارداد پاس کرتا ہے کہ کمیشن کے ارکان پاکستان کے شہریوں کے مساوی (آئینی اور قانونی) حقوق کا یقین رکھتے ہوئے آئین میں آٹھویں ترمیم اور جداگانہ انتخاب کی منسوخی اور مخلوط انتخاب کی بحالی کا پُر زور مطالبہ کرتے ہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ صرف مخلوط انتخابات اور شہریوں کی برابری کی بنیاد پر ملک میں ہونے والے انتخابات ہی حقیقی جمہوریت لاسکتے ہیں۔

موجودہ انتخابی اصلاحات میں دوہرے ووٹ کا نظام یقیناً اس منزل کی جانب ایک قدم ثابت ہو سکتا ہے اور ۱۹۷۳ء کے آئین میں غیر آئینی طریقے سے کی گئی آٹھویں ترمیم کے منفی اثرات کو کم کرنے کا باعث ہو سکتا ہے۔ دوہرا ووٹ غیر مسلم شہریوں کو اضافی مراعات (امتیازی حق) دینے کا نام نہیں اور نہ ہی غیر مسلم شہری کسی امتیازی یا اضافی حق کا مطالبہ کرتے ہیں۔ کمیشن کی یہ رائے کہ قائداعظم کے تصوّرِ پاکستان کی تکمیل اور پاکستان کے عوام کے ہر سطح پر سیاسی اور معاشی حقوق کی بحالی، بلا امتیاز مذہب و جنس مساوات، انصاف اور آزادی کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ (پندرہ روزہ "شاداب"، لاہور - مارچ ۱۹۹۶ء)

پاکستانی اقلیّتوں کے سیاسی حقوق کی طرف پہلا قدم ——— ڈاکٹر جان جوزف

تمام اخبارات کی اطلاع کے مطابق وفاقی کابینہ نے آئندہ انتخابات کے منصفانہ انعقاد کو یقینی بنانے کے لیے انتخابی اصلاحات کمیٹی کی سفارشات کی منظوری دے دی ہے۔ ان سفارشات کو بِل کی شکل میں قومی اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔ کابینہ کے اس طویل اجلاس کی صدارت خود بے نظیر صاحبہ کررہی تھیں۔

اس میں اقلیّتوں کے لیے اقلیتی نشستوں کے علاوہ جنرل نشستوں پر بھی ووٹ کا حق دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس سے یہ ہوگا کہ اقلیّتوں کو اپنی مخصوص نشستوں کے علاوہ تمام نشستوں پر بھی ووٹ ڈالنے کا حق ہوگا۔ وفاقی کابینہ کے اس فیصلہ سے پاکستانی اقلیّتوں کا ایک ایک فرد خوش ہوگا، کیونکہ اقلیّتوں کو سیاسی حقوق ملنے کی طرف یہ پہلا قدم ہے۔ ہم بہت عرصہ سے ہر سیمینار اور ہر ریلی میں یہی مطالبہ کرتے رہے ہیں کہ پاکستانی اقلیّتوں کو دوہرے ووٹ کا حق حاصل ہونا چاہیے۔ اس طرح وہ بہتر طریقے سے قومی زندگی کے سیاسی دھارے میں شریک ہوسکیں گی۔ یہی قائداعظم محمد علی جناح بانی پاکستان کا وعدہ تھا اور یہی حق ۱۹۷۳ء کے آئین میں اقلیّتوں کو دیا گیا ہے۔

وطنِ عزیز پاکستان میں ابھی برادری سسٹم اور علاقائی عصبیت اس قدر غالب ہے اور مذہبی فراخ دلی کا اس قدر فقدان ہے کہ کسی اقلیتی فرد کا عام کھلے انتخابات میں اسمبلی تک پہنچنا ناممکن ہے، اس لیے ہم کابینہ کے اس فیصلہ کو دل کی گہرائیوں سے سراہتے ہیں۔ اور ہم نہایت خوش ہیں کہ اقلیتی مخصوص نشستیں بھی برقرار رہیں گی، تاکہ اقلیتی افراد بھی صوبائی اور قومی سطح پر ملکی قانون سازی کے اہم کام میں حصّہ لے سکیں، لیکن اس فیصلہ سے یہ بات واضح نہیں کی گئی کہ اقلیتی افراد عام نشست پر جنرل انتخابات میں صوبائی اور قومی اسمبلی کے لیے امیدوار کی حیثیت سے حصہ لے سکیں گے یا نہیں؟

وفاقی کابینہ کے ان فیصلہ جات میں ایک کمی بہت شدت سے محسوس ہورہی ہے کہ ابھی تک سینیٹ میں اقلیتی افراد کی رسائی ناممکن ہے جو پاکستانی اقلیّتوں کے ساتھ سراسر ناانصافی ہے۔ اس پریس کانفرنس کے ذریعے ہم وفاقی کابینہ، سینیٹ اور قومی اسمبلی سے پر زور مطالبہ کرتے ہیں کہ سینیٹ میں اقلیتی افراد کی موجودگی کو فی الفور یقینی بنایا جائے۔ ہمیں امیدِ واثق ہے کہ حکومت اس قومی کمی کو فوراً پورا کرے گی۔

پاکستانی عوام کی اکثریت نے اس فیصلہ پر اطمینان کا اظہار کیا ہے، لیکن عجیب بات یہ ہے کہ جو جماعت جتنا زیادہ مذہب کے نام کو استعمال کرتی ہے، اتنا ہی زیادہ انہوں نے منفی رویّہ اختیار کیا ہے۔ مسلم لیگ (ن) کی طرف سے اقلیّتوں کے دوہرے ووٹ پر نسبتاً نرم ردِعمل کا اظہار کیا گیا ہے،

لیکن کچھ مذہبی جماعتوں کی طرف سے کافی تلخی کا اظہار کیا گیا ہے۔ ایک مذہبی عاشق نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ یہ فیصلہ کرنے والے سب پاگل ہیں، حالانکہ اِس میں سیاست دانوں کے علاوہ الیکشن کمیشن کے سربراہ اور معزز جج صاحبان بھی شامل ہیں۔ حیرت اس بات پر ہے کہ مذہب تو اخوّت اور ہم آہنگی کی تلقین کرتا ہے اور مذہب کے شیدائی، قومی ہم آہنگی کی طرف اِس بنیادی قدم کی مخالفت کرتے ہیں۔ (ماہنامہ "مکاشفہ"، فیصل آباد —— مارچ ۱۹۹۶ء)

"مسیحی بستیوں میں شراب کی کھلے عام فروخت"

سیالکوٹ پنجاب کے اُن اضلاع میں سے ہے جہاں مسیحی مبشّرین نے نوآبادیاتی دور میں کام کا آغاز کیا تھا۔ اُن کے نزدیک سیالکوٹ کی جغرافیائی اہمیت اِس لیے تھی کہ ایک طرف یہاں سے کشمیر اور وسطی ایشیا میں اثر و نفوذ پیدا کیا جا سکتا تھا اور دوسری طرف قریب کے نسبتاً گنجان آباد علاقوں میں ترویجِ مسیحیّت کا کام کیا جا سکتا تھا۔ مسلمان آبادی اور ہندوؤں کے اونچے طبقوں میں تو مسیحی مبشّرین کو چنداں زیادہ کامیابی حاصل نہ ہو سکی، البتہ ۱۹۳۰ء کے عشرے کی "عوامی تحریک" میں ہندوؤں کی نچلی ذاتوں کے لوگ قابلِ لحاظ تعداد میں حلقۂ مسیحیّت میں آئے۔ نوآبادیاتی دور کی مسیحی سرگرمیوں کے نتیجے میں آج سیالکوٹ اور ملحقہ اضلاع میں مسیحی برادری موجود ہے، گو اِس کا بڑا حصّہ معاشی و سماجی طور پر غُربت کا شکار ہے۔

اگرچہ بارہا مسیحی رہنما اس بات کا مطالبہ کر چکے ہیں کہ شراب کا استعمال کسی مذہب میں بھی جائز نہیں، تاہم مسیحی برادری کے "شراب نوشوں" کو پرمٹ جاری کیے جانے کی روایت ہمارے ہاں چلی آ رہی ہے۔ سیالکوٹ کے ایک مقامی پندرہ روزہ اخبار "انحراف" نے حسبِ ذیل رپورٹ شائع کی ہے۔

> شہر اقبال میں اہم عیسائی بستیوں میں شراب کی فروخت کا دھندہ عرصہ سے جاری ہے اور اِن بستیوں میں بسنے والے چند لوگ شراب فروخت کرنے میں مشہور ہیں۔ اس وقت ایک بڑی بوتل پانچ سو روپے میں بہ آسانی دستیاب ہے۔ ایک سروے کے مطابق اِن بستیوں میں بسنے والے بہت سے پرمٹ ہولڈر ایسے ہیں جو شراب کے پرمٹ حاصل کرنے کے قواعد و ضوابط پر پورے نہیں اُترتے اور اُنھوں نے جعلی کاغذات کے عوض بھاری نذرانہ دے کر محکمہ ایکسائز سے باقاعدہ پرمٹ حاصل کر رکھے ہیں اور ماہانہ ۳۶ یونٹ کے پرمٹ پر شراب لاہور سے لا کر کھلے بندوں فروخت کرتے ہیں۔
>
> باوثوق ذرائع سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ایسے لوگوں کی پشت پناہی مختلف پولیس اہل